عطاء الرحمن ثاقب

# علامہ صاحب اور فرق باطلہ

اسلام کی صحیح اور حقیقی شکل بگاڑنے کے لئے مختلف ادوار میں مختلف فتنے سرگرم عمل رہے ہیں ۔ دشمنان اسلام کو جب اس بات کا اندازہ ہوا کہ اسلام اگر اپنی حقیقی شکل میں رہا تو اس پر اعتراضات اور اس کے خلاف تشکیک کی کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں تو انہوں نے اسلامی عقائد کو مسخ کرنے اور اسلام کی اصل شکل کو بگاڑنے کی خفیہ اور اعلانیہ سازشیں شروع کردیں ۔ ان سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے ہر دور میں علماء اسلام نے بالعموم اور محدثین نے بالخصوص بھرپور کردار ادا کیا ۔

مرحومین میں اس سلسلہ کی آخری کڑی امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو قرار دیا جا سکتا ہے ۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی حقیقی شکل کو بدقسمتی سے اسلام کے نام پر مسخ کرنے والوں کی سازشوں سے نقاب اٹھایا اور ان کے باطل عقائد کا بھرپور علمی و منطقی انداز میں رد کیا ۔ حسین علی مازندرانی اور محمد علی شیرازی نے روس کے ایما پر اسلامی عقائد میں نقب لگانے کے لئے پہلے مہدی ہونے کا اور پھر باب اللہ اور بہاء اللہ بن کر الوہیت کا دعوی کیا ۔ ان کے پیرو کار بابی اور بہائی کہلائے جانے لگے ۔ اس فرقے نے یہ عقیدہ وضع کیا کہ مازندرانی اور شیرازی مظہر خدا ہیں اور الوہیت کے مقام پر فائز ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں حلول کر گئی ہے انہیں شریعت کو منسوخ کرنے اور خواہش پر سے پابندی اٹھانے کا اختیار ہے ۔ چنانچہ یوں اسلامی عقائد پر ضرب لگا کر اسلام کے ساتھ استہزاء کیا گیا اور اباحیت و تعطیل شریعت کی فکر کو رواج دیا گیا ۔ حلال و حرام کی تمیز کو ختم کیا گیا ۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ان دونوں فتنوں کو بے نقاب کرنے کے لئے اپنی کتاب

" البابیہ ' عرض و نقد " اور دوسری کتاب " البہائیہ نقد و تحلیل " تصنیف کیں ( ان دونوں کتابوں کا اردو ترجمہ بھی عابد محمود قریشی کر چکے ہیں ) اور باب اللہ اور بہاء اللہ کے پھیلائے ہوئے جال اور ان کے باطل افکار و نظریات کے آگے بند باندھا جا سکے۔ ایسا نہ ہو کہ سادہ لوح مسلمان ان پھیلائے ہوئے جال کا شکار ہو کر اپنی عاقبت برباد کرلیں اور غیر اسلامی طاقتوں کا آلہ کار بن کر امت اسلامیہ کو نقصان پہنچائیں۔ علامہ مرحوم کی یہ منفرد کتابیں ہیں جو ان فتنوں کے بارے میں امت مسلمہ کی مکمل راہنمائی کا کام دیتی ہیں۔ اسی بناء پر علامہ مرحوم کی یہ دونوں تصنیفات بین الاقوامی یونیورسٹی میں داخل نصاب ہیں۔

تقریباً تین سال قبل جب مصر میں بہائیوں نے اپنی خفیہ سرگرمیوں کا آغاز کیا اور قاہرہ میں اپنا سنٹر قائم کرنا چاہا تو مصر کی اہل حدیث تنظیم " انصار السنہ المحمدیہ " نے علامہ مرحوم کو بہائیہ کے موضوع پر لیکچرز دینے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور بہائیت کے موضوع پر ایک طویل اور مدلل خطاب کیا جس کی بازگشت مصر کے تمام علمی و دینی اداروں میں سنی گئی اور عالمی جریدے " المسلمون " نے علامہ مرحوم کی کتاب " البہائیہ نقد و تحلیل " کی روشنی میں علامہ مرحوم کی تصویر کے ساتھ قسط وار مقالات بھی شائع کئے۔ جس کے بعد بہائیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور یوں علامہ مرحوم کی اس کتاب نے ایک اسلامی ملک کو بہائیوں کی سرگرمیوں کی آماجگاہ بننے سے بچا لیا۔

بعد ازیں رابطہ عالمی اسلامی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف نے اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کرنے کی غرض سے علامہ مرحوم سے خط و کتابت کا آغاز کیا اور ابھی یہ خط و کتابت جاری ہی تھی کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ایک اور گروہ کی طرف سے اسلام کی عطا کردہ تصور توحید کی خود ساختہ تشریح کی گئی اور اس میں مجوسی عقائد کی آمیزش کی گئی اور وہ تھا باطنی فرقہ۔ اس فرقہ کا آغاز

دو مجوسی راہنماؤں میمون القداح اور اس کے بیٹے عبد اللہ بن میمون القداح نے ایک خفیہ تنظیم کی صورت میں کیا ۔ انہوں نے اسلام کو ظاہر اور باطن میں تقسیم کر کے اسلامی عبادات و شعائر کا مذاق اڑایا ۔ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ظاہری شریعت لے کر آئے تھے وہ اب منسوخ ہو چکی ہے اور اس کے بعد فقط باطنی رموز و اشارات رہ گئے ہیں ۔ چنانچہ نماز سے مراد موجودہ امام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا ' روزے سے مراد اپنے دین کو چھپانا ' حج سے مراد امام کی زیارت کرنا اور زکوہ سے مراد امام کو نذر و نیاز دینا ہے ۔ اس فرقے کے عقیدے کے مطابق محمد بن اسماعیل شریعت محمدیہ کے ناسخ تھے انہوں نے حضرت جعفر صادق کے بیٹے موسی کاظم کی بجائے اسماعیل بن جعفر کو اپنا امام مانا اور اسی وجہ سے وہ اسماعیلی کہلانے لگے ۔ موجودہ دور میں ان لوگوں کی مختلف ممالک میں آرگنائزیشنز ہیں اور یہ لوگ منظم طور پر اپنے عقائد کی نشرو اشاعت کر رہے ہیں ۔

علامہ مرحوم نے اس فتنے کے خطرات کو محسوس کیا اور عربی زبان میں ایک ضخیم تصنیف " الاسماعیلیہ تاریخ و عقائد " لکھی جس میں انکی تاریخ اس فرقے کے اماموں کے حالات شریعت محمدیہ کے خلاف ان کی سازشیں حلول و تناسخ پر مبنی ان کے عقائد ان کی طرف سے دعوی الوہیت اور دیگر افکار و نظریات کو تفصیل سے بیان کیا ۔ علامہ مرحوم نے اپنی اس تصنیف میں واضح کیا کہ ظاہر و باطن کا عقیدہ دوسرے غیر اسلامی مذاہب بالخصوص یونانی فلسفے سے مستعار لیا گیا ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ۔ یہ کتاب ریاض میں طبع ہوئی اور وہیں سے عالمی نشرو اشاعت کے اداروں کو مہیا کی گئی ۔ مصر میں جب یہ کتاب پہنچی تو وہاں خاصا تہلکہ مچا کیونکہ اس فرقے نے قاہرہ میں اپنی خفیہ سرگرمیوں کا بہت وسیع جال پھیلا رکھا تھا اور بہت سے مراکز قائم کئے ہوئے تھے چونکہ عام مسلمان انکے عقائد و نظریات سے آگاہ نہیں ہیں چنانچہ انہیں ان کی نشاطات پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر اس کتاب کے پڑھنے کے بعد وہاں کے علمی و دینی اداروں کو خاصی تشویش لاحق ہوئی اور بالاخر ان کے مطالبے پر اگرچہ ان کی سرگرمیوں

پر فوری پابندی تو عائد نہ کروائی جا سکی مگر انہیں محدود کر دیا گیا۔

ابھی علامہ مرحوم اس کتاب کے لئے مواد جمع کر رہے تھے کہ اسماعیلیہ ایسوی ایشن نے علامہ مرحوم سے رابطہ کیا چنانچہ کراچی سے ایک صاحب مسٹر شعبان علی پرنس کریم آغا خان کا ایک پیغام لے کر آئے۔ میں بھی اس وقت موجود تھا۔ انہوں نے علامہ صاحب کو پیشکش کی کہ وہ لندن میں ان کے انسٹیٹیوٹ کا معائنہ کریں تاکہ ان کے سکالرز اس موضوع پر ان کی راہنمائی کر سکیں مگر آپ نے اس سے استغناء کا اظہار کیا اور ان کی پیشکش کو احسن اسلوب کے ساتھ مسترد کر دیا۔ اس کے بعد مسٹر عاشق علی وغیرہ کی طرف سے اس سلسلے میں خط و کتابت جاری رہی۔ مگر آپ نے اس گروہ کے ابطال کے لئے کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا اور اسلامی لائبریریوں میں ایک ایسی گرانقدر تصنیف کا اضافہ کیا جو اس موضوع پر واحد مستند اور استدلالی کتاب تصور کی جاتی ہے۔

اسلام کی حقیقی شکل کو مسخ کرنے کی ایک سازش عبد اللہ بن سبا یہودی نے بھی کی اور امت اسلامیہ کو انتشار کا شکار کیا۔ ابن سباء نے یہودی عقائد و صائت رجعت اور بدا وغیرہ کے ساتھ ساتھ سب صحابہ اور تحریف قرآن جیسے عقائد پھیلائے۔ جن سے اسلام کے حقیقی اور بنیادی عقائد پس منظر میں چلے گئے۔ اور اس کے پیروکاروں نے یہودی افکار و نظریات کو اپنے عقیدے کی بنیاد بنالیا۔ ان عقائد کی وجہ سے اسلام میں جو اجنبی افکار کی آمیزش ہو گئی تھی اس کی تطہیر بھی بہت ضروری تھی۔ علامہ مرحوم نے اس فریضہ کی ادائیگی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان افکار کے ابطال کے لئے پانچ کتب تصنیف کیں۔

اس فرقے کا آغاز عبد اللہ بن سبا یہودی نے کیا۔ یہ ایک یہودی شخص تھا جس نے حب علی کا لبادہ اوڑھ کر یہودی عقائد کی ترویج شروع کر دی۔ ان عقائد کو اپنانے والوں نے شیعان علی کا لقب اختیار کیا اور اسلام دشمن کاروائیوں میں مصروف ہو گئے۔ آخری دور میں ان لوگوں نے مختلف اسلامی ملکوں کو اپنی ناپاک سرگرمیوں کا مرکز بنانا

چاہا مگر علامہ مرحوم نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ ان کے خلاف رائے عامہ ہموار کی جس کے باعث ان کی سازشیں پروان نہ چڑھ سکیں اور بہت سے مقامات پر انہیں منہ کی کھانی پڑی ۔ اسی وجہ سے یہ لوگ آپ سے عداوت رکھنے لگے اور دوسرے باطل فرقوں کی طرح آپ کی جان کے درپے ہو گئے ۔

اس سلسلہ میں آپ کی پانچ تصانیف ہیں :

الشیعہ والسنہ

الشیعہ واہل البیت

الشیعہ والقرآن

الشیعہ والتشیع

بین الشیعہ واہل السنہ

ان کتب نے شیعہ مذہب کے پیروکاروں میں صف ماتم بچھادی ۔ کچھ نے جرات کر کے اپنے عقائد سے توبہ کر لی ۔ اور کچھ ابوجہل اور ابولہب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محض تعصب کی وجہ سے اپنے باطل میں مزید پختہ ہوگئے ۔

اسلام کے تصور ختم نبوت ورسالت کو مختلف جہات سے مسخ کرنے کی کوشش کی گئی استعمار کے دور میں انکار ختم نبوت کے فتنے نے قادیانیت کے روپ میں جنم لیا اور استعمار ہی کے تعاون سے اپنی نشاطات کا آغاز کیا ۔ اس فتنے کا مقابلہ برصغیر پاک و ہند کے اہل حدیث علماء کے علاوہ دوسرے مکاتب فکر کے علماء نے بھی کیا ۔ مگر عرب ممالک اس فتنے کے پس و پیش سے آگاہ نہ تھے اور ممکن تھا کہ اس گروہ کے سرکردہ اصحاب کسی عرب ملک میں اپنا مرکز قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے اگر علامہ مرحوم ان کے عقائد پر عربی زبان میں ایک منفرد کتاب تصنیف نہ کرتے ' اس کتاب کے منظر عام پر آ جانے سے عرب ممالک محتاط ہو گئے اور ان کی سازشوں سے محفوظ رہے ۔

شاہ فیصل شہید نے اس کتاب کے ایک لاکھ نسخے خرید کر مختلف ممالک میں تقسیم

[illegible]

اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کروا کے دنیا میں تقسیم کروایا گیا۔ آپ کی یہ تصنیف زمانہ طالب علمی کی ہے یہ تصنیف جب آپ نے مکمل کی تو اس وقت آپ مدینہ یونیورسٹی میں آخری سال کے طالب علم تھے اور اصولی طور پر اپنے نام کے ساتھ " فاضل مدینہ یونیورسٹی " لکھنے کے مجاز نہ تھے مگر شیخ ابن باز نے جو اس وقت مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے آپ کو خصوصی طور پر کتاب کے ٹائیٹل پر اپنے نام کے ساتھ فاضل مدینہ یونیورسٹی کے لکھنے کی اجازت دی تھی۔ علامہ مرحوم نے شیخ ابن باز سے مزاحا پوچھا کہ اگر میں اس سال فیل ہو گیا تو کیا " فاضل مدینہ یونیورسٹی " لکھنا محل اعتراض نہ ہو گا تو شیخ ابن باز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا کہ اگر آپ فیل ہو گئے تو ہمیں اس یونیورسٹی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ اس یونیورسٹی کو بند کر دیں گے۔

بہرحال القادیانیہ آپ کی پہلی تصنیف تھی جو منظر عام پر آئی اور اس کتاب کو پڑھ کر لاتعداد افراد اس گروہ کے فتنوں سے محفوظ رہے۔

اسلامی شریعت اور اس کی خالص تعلیمات پر ایک اور گروہ کی طرف سے بھی حملے کئے گئے اور وہ گروہ تھا " اہل تصوف " کا۔ ان لوگوں نے اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ شریعت اور طریقت انہوں نے یہ فلسفہ باطنیوں سے اخذ کیا اور ظاہر و باطن کی جگہ شریعت اور طریقت کی اصطلاحیں اپنائیں۔

تصوف کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی جلیل القدر تصانیف کے علاوہ عالمی سطح پر اس موضوع پر دلائل پیش کئے گئے مگر پھر بھی اس موضوع میں خاصی تشنگی محسوس کی جا رہی تھی۔ آپ نے اس تشنگی کو اپنی کتاب " التصوف المنشا والمصادر " کے ذریعہ سے دور کیا۔ آپ نے اپنی اس تصنیف میں ثابت کیا کہ تصوف نے اپنے تمام نظریات یونانی فلسفے ' عیسائی رہبانیت اور ہندو یوگا سے اخذ کئے ' اہل تصوف نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے جو ریاضتیں اختیار کیں ان کا ماخذ یونانی فلسفہ اور ہندو ازم تو ہو سکتا ہے مگر کتاب و سنت نہیں۔

مجھے یاد پڑتا ہے جب آپ کی یہ تصنیف طبع ہوئی تو اس کے فوراً بعد آپ کو سعودی عرب سفر کرنا پڑا ۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ۔ ہم مدینہ یونیورسٹی گئے تو یونیورسٹی کے اساتذہ نے آپ سے اپنی نئی تصنیف کے متعلق دریافت کیا ۔ آپ نے انہیں " تصوف " کا نسخہ دکھلایا ۔ اس پر یونیورسٹی کے ایک استاد نے جس انداز سے خوشی کا اظہار کیا وہ دیدنی تھا وہ بلامبالغہ اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور فرط جذبات سے اس کتاب کو اپنے سینے سے لگا لیا ۔

میں نے اس مشاہدے سے اندازہ لگایا کہ کس طرح ارباب علم کو آپ کی تصنیف کا انتظار رہتا ہے ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کی ہر تصنیف مارکیٹ میں آتے ہی ہاتھوں ہاتھ نکل جاتی ۔ پوری دنیا میں آپ کا ایک حلقہ تیار ہو چکا تھا جو آپ کی نئی تصنیف کا شدت سے انتظار کرتا رہتا ۔

بہرحال اس کتاب نے تصوف کی حقیقت کو طشت ازبام کیا اور اسلام کے خلاف کی جانے والی اس سازش کو بے نقاب کر کے شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کو غیر اسلامی اور اجنبی افکار و نظریات سے خلط ملط ہونے سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا ۔ ( جاری ہے )

۱) جہاد کا جذبہ احسان الٰہی کے لہو میں یوں رچا بسا تھا جیسے ان کی رگوں میں دوڑنے والے خون کے اجزا میں سب سے بڑا جزو یہی ہو ۔

2) جہاد دو ہم معنی کلمات ہیں دو مترادف لغت ہیں اور دو یکسانیت کی حامل حقیقتیں ہیں جیسے دونوں کا باہمی معاہدہ ہو کہ ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نگوئد بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جذبہ جہاد کی اس فراوانی نے احسان الٰہی کے لہو میں ایک ایسی آگ سمو رکھی تھی کہ وہ ہر آن ہی بر سر جہاد تھے ہر آن ہی آمادۂ جہاد تھے اور ہر آن ہی میدان جہاد میں کھڑے تھے ۔

ان کے لہو کی گردشوں میں جذبۂ جہاد یوں لوٹتا پھرتا تھا جیسے ان کی رگیں جہاد کی بازی گاہ ہوں اور ان کی خطابت میں اچھلنے والے جذبہ جہاد کو پا کر یوں لگتا تھا جیسے ظہیر اور جہاد کے موضوع پر ان کی تقریروں نے اہل ملک کو ہلا کر

3) رکھ دیا مگر افسوس کہ محلاتی سازشوں کی وجہ سے سرکفت مجاہدوں کے کسی اقدام سے قبل ہی ملک کے غدار حکمرانوں نے پاکستان کے مشرقی بازو کے توڑنے میں اپنی رضامندی شامل کر دی اور پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون آہ ۔

سقوط ڈھاکہ کے موقع پر انہوں نے بڑے منظم طریقے سے بھارت کے خلاف جہاد کی تحریک جاری کی اور

4) خداوندا ! ترے یہ سادہ دل بندے کدھر جائیں

کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

المرسل :۔ شیخ محمد عمران